# قرآن مجید اور جرمنی

ترجمہ تقریر ہیرن عمر رالف ایرن فلس

(۲)

اگر ہم اس بات کا یقین کرلیں کہ مشرق اپنے مذکورہ بالا مقصد میں کامیاب ہو جائیگا تو سب سے پہلے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب کے دماغ پر قرآنی تعلیمات میں سب سے زیادہ کونسی چیز اثر کریگی؟

جرمن زبان بولنے والا ایک آسٹرین کی حیثیت سے میں یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ کم سے کم یورپ کا وہ حصہ جو جرمن بولتا ہے، سب سے زیادہ قرآن کی اس تعلیم کی شگفتگی اور قابل عمل ہونے سے متاثر ہوگا جو وہ ہماری روح اور جسم کے ارتقار کے مابین اتحاد پیدا کرنے کے بارے میں دیتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یسوع مسیح کی حیرت انگیز تعلیم کہ "حقیقتاً خدائی سلطنت تمہارے ہی درمیان ہے" وہی خیال ادا کرتی ہے جو قرآن کے وہ الفاظ ادا کرتے ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہم سے ہماری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن بدقسمتی سے عیسیٰ علیہ السلام کے ان الفاظ کو یہ مفہوم پہنا دیا گیا کہ خدا مانند انسان کے ہے جس کا مسکن آسمان کے اوپر ہے۔ اگرچہ وہ انسان سے زیادہ شاندار اور مہربان خدا بھی ہے اور باپ بھی بخلاف اس کے قرآنی تعلیم نہیں بدلی بلکہ مختلف ادوار ارتقائی میں مختلف درجہ ارتقائی معانی بیان کئے گئے ہیں اور بالآخر وہ لوگ جو خلوص کے ساتھ اس کے معانی کی تلاش میں کوشاں ہیں انکو ان الفاظ کا صحیح مفہوم یاد آجائے گا اسی خیال کو اسلام کے احکام میں مدنظر رکھا گیا ہے مثال کے طور پر عبادت کو لے لیجئے کہ قرآن مجید نے عبادت کے ساتھ ساتھ تزکیہ قلب کو کس درجہ اہمیت دی ہے۔ جس سے انسانی عمل اور انسانی تہذیب اور انسانی ذہنیت میں ایک انقلاب پیدا ہوجاتا ہے اور ایک نئی روح سرایت کرجاتی ہے یورپ نے اپنی سائنس دانی کے زور سے فطرت کی بیرونی قوتوں پر حکومت کرنی سیکھ لی ہے اس طرح انسانی قوت حد سے

بڑھ کر ناقابل مقابلہ ہو گئی ہے لیکن ان بیرونی قوتوں کے ارتقاء کے زمانہ میں انسان کی اصلی خوشی نے کچھ بھی ترقی نہیں کی مخفی قوتوں کے حاصل ہو جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان قوتوں کا مالک ان کو اچھے اور مفید مصرف میں لائیگا ایک مالی جس کو دو بیلوں کی اس لئے ضرورت ہے کہ اس کا پانی کھینچیں اگر اس کو دو وحشی بیل دے دیئے جائیں جن کو وہ قابو میں نہیں لاسکتا اور وہ اپنی لڑائی سے اس کے باغ کے تمام پھول اور پودوں کو پامال کر ڈالیں، تو اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اگر وہ مالی ان کو رام کرلے تو وہی بیل اس کے لئے بہت فائدہ مند ہو جائیں گے اس مثال سے آپ خود اندازہ کرلیں گے کہ یورپ میں اور خاصکر جرمنی میں ان قوتوں کی کیا حالت ہے جو انسانی قبضہ میں تو ہیں لیکن انکا استعمال مواقع پر نہیں کیا جاتا۔ ہماری روح کی اندرونی اصلاح ہی ہماری روح اور ہماری زندگی کے مابین خوشگوار رابطہ پیدا کر سکتی ہے۔ اگر یہ خوشگوار رابطہ قائم ہو جائے تو ہماری موجودہ مشکلات سب کی سب آج ہی حل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ موجودہ مشکلات صرف معاشی ہی نہیں ہیں بلکہ موجودہ تہذیب اور اس کے نظام کی پیدا کردہ ہیں۔

علاوہ اس عام حکم کے قرآن شریف میں صاف طور پر اپنی اجتماعی زندگی کو تعمیر کرنے کے قوانین بتاتا ہے۔ وہ تخیلی اشتراکیت کی طرح انفرادی عمل کی خوبیوں کو نظر انداز نہیں کرتا۔ کیا خوب بات ہے کہ بالشویک گورنمنٹ بھی عملاً اس قیمتی قوت کو نظر انداز نہیں کر سکی جو انفرادی جوش عمل کا باعث ہوتی ہے بخلاف اس کے قرآن کا صاف حکم یہ ہے کہ وہ لوگ جو دولت مند ہیں اور جو زیادہ دماغی قابلیت رکھتے ہیں اور جو جسمانی قوت میں زیادہ ہیں ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی جو مالی یا ذہنی یا جسمانی اعتبار سے غریب اور کمزور ہیں مدد کریں اور ساتھ ساتھ اس بات کا بھی اعلان کرتا ہے کہ یہ لوگ اپنے غریب بھائیوں کی ترقی اور اصلاح کے ذمہ دار ہیں اس بارے میں جو اسم احکام ہیں ان کو ہر مسلمان جانتا ہے اور میں اس جگہ ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اگر قرآنی تعلیمات کو جرمنی تک پہونچا دیا گیا تو کیا وہ ان پر اس سے بہتر طریقے سے عمل پیرا ہو سکیگا جیسا آج کل بعض اسلامی ممالک میں عمل ہو رہا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ جرمنی ہمیشہ ہر کام کو پوری طرح انجام دینے کا خوگر رہا ہے پس اسلام موجودہ زمانے کی تشویش مشکلات پر حاوی ہونے میں ضرور معاون ثابت ہوگا۔

اسلام میں عورت کی حیثیت قرآن کی سچی تعلیم کے موافق اس سے بہت زیادہ اچھی ہے جو یورپ نے اس کو دی ہے یہ بات دوسری ہے کہ مقامی رسم و رواج اور رومی اور ایرانی اثرات کی بنا پر اور قرآنی حکم کو مختلف طور پر سمجھنے کی وجہ سے پردے کی رسم معاشرت میں داخل کر لی گئی ہے میں یہاں پر ایک آسٹرین نومسلم لیڈی بیرونس لطیفہ اے اوسلر کی رائے بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ قرآن شریف کی رو سے جو معاشی اور طلاق کے حقوق عورت کو حاصل ہوئے ہیں وہ ان حقوق سے اچھے ہیں اور عورتوں کے لئے مفید ہیں جو قبل جنگ یورپ کے قوانین نے عورت کو دئے تھے اور جو بعض بعض ممالک میں اب تک رائج ہیں بمشرقی ممالک میں جو عمل قرآنی تعلیم کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ دوسرا سوال ہے اور اس کو یہاں بحث میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب قرآن کی عملی تعلیم کا تیسرا سب سے زیادہ اہم حصہ قومی مسئلہ کا حل ہے جو ایک حیرت انگیز طور پر کیا گیا ہے صرف یہی نہیں کہ قرآن نے مختلف مسلم اقوام کو آپس میں منافرت کرنے سے منع کیا ہے بلکہ وہ غیر مسلم افراد اور اقوام سے بھی دل آزارانہ برتاؤ کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر اس پر بھی بس نہیں۔ مذہبی معاملہ میں قرآن نے صرف جبر و اکراہ ہی کو ممنوع قرار نہیں دیا بلکہ ہم مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ان بے شمار پیغمبروں کو بھی مانیں جو ہمارے پیغمبر صلعم سے قبل ہر ملک اور ہر قوم میں معبوث ہو چکے ہیں۔ چاہے وہ موسیٰ ہوں یا عیسیٰ بدھ ہوں یا کرشنا۔ یا چین کے لاؤسی ہی کیوں نہ ہوں یہی صحیح رواداری کا حیرت انگیز خیال ایک ایسا اطمینان بخش پیغام تھا جس نے مجھے یقین دلا دیا کہ اسلام بنی نوع انسان کے لئے ایک رحمت ہونے والا ہے صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ دوسرے پیغمبروں کے پیروں کے لئے بھی۔ (۳)

ان شاندار اور سب سے زیادہ اہم تعلیمات کے علاوہ قرآن ہماری پوشاک ہمارے فرنیچر اور ہماری تعمیرات کے بارے میں ایک ایسا نیا طریق زندگی بتاتا ہے جو اچھی طرح منظم ہے، سادہ ہے اور فطرت سے بالکل قریب ہے یہ تقریر بہت طویل ہو جائے گی اگر میں تفصیل کے ساتھ اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کروں کہ مشرق میں جو پوشاک اور دیگر رسوم رائج ہیں ان کی قرآن کس طرح مخالفت کرتا ہے اور کس طرح سادے اور تھوڑے کپڑے پہننے پر زور دیتا ہے جو جنوبی ممالک کی آب و ہوا کے عین مطابق ہے کیونکہ ان مقامات میں زیادہ کپڑے ایک ناقابل برداشت

بوجہ بن جاتے ہیں۔ لیکن جیسا میں نے کہا جرمن قرآن کے سمجھنے میں ان روایات کا ہرگز تتبع نہ کریں گے جو مشرق میں رائج ہیں بلکہ حقیقی قرآن ہی کی پیروی کریں گے میں یہاں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ انقلاب نے جرمنی میں ایسے رجحانات پیدا کر دئے ہیں جن کی وجہ سے جرمنی کے موجودہ طرز تعمیر اور فرنیچر اور پرانے عربی طرز میں مماثلت پیدا ہو گئی ہے (۴)۔

جہاں حالات اس امر کے موافق ہیں کہ جرمن قوم قرآنی تعلیم سے فائدہ اٹھائے وہاں اس امر کے امکانات بھی بہت کم ہیں کہ ان تعلیمات کو جرمنی تک پہنچایا جائے۔

اب تک قرآن شریف کے جرمنی میں متعدد ترجمے ہوئے لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کو کسی مسلمان اور جرمن زبان کے ماہر نے کیا ہو اب تک جو ترجمے ہوئے ہیں وہ علم الالسنہ کے ماہرین نے اپنے مقصد کو پیش نظر رکھکر کئے ہیں۔ یہ لوگ نہ تو اس کی مذہبی تعلیمات اور اس کے حقایق پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ اس قابل ہوتے ہیں کہ عربی متن کی خوبیاں ترجمہ میں ظاہر کر سکیں صرف ترجمہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ ترجمہ میں اصل کی خوبی اور روح ہاتھ سے نہ جانے پائے تاکہ پڑھنے والے کے دل پر پورا اثر ہو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قرآن کا ترجمہ جرمنی زبان میں شروع کر دیا ہے۔ ہمارے دوست مولانا صدرالدین جو یہاں موجود ہیں اس کام کو ڈاکٹر منصور پی ایچ ڈی کی مدد سے کر رہے ہیں میں ترجمہ پر زبان کو بہتر کرنے کی غرض سے نظر ثانی کروں گا۔ یہ مقدس کام اس امر کا مستحق ہے کہ ہر مسلمان اس میں مدد دے۔ اور مجھے یقین ہے کہ کوئی سچا مسلمان اسلام کی ترقی میں مدد دینے سے حتی الوسع پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اس اسلام کو مدد دینے سے جو ہم سب کو اس قدر عزیز اور پیارا ہے۔